ہر مسلمان اس رسالہ کو چھپوا کر صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کرسکتا ہے

۱۲۵۳۹ع

تحفہ رجب

مرتبہ

علی احمد زاہد جبلپوری

رجب المرجب ۱۳۷۵ھ طبع دوم فروری ۱۹۵۶ء

سید محمود علی ، شمشیر دہ مہوے پور ، یو۔پی احمد گڑھ بازخان ۔ ص ۱۹۵۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد: دنیا جدت پسند ہے روزانہ نت نئی باتوں کی ایجاد و اختراع انسانی طبیعت پسند کرتی ہے خواہ دنیاوی معاملات ہوں یا مذہبی چنانچہ دیکھنے میں آیا ہے کہ وہ کام جو باعث ثواب سمجھ کر بعض علاقوں میں ضروری اور اہم سمجھے جاتے ہیں وہ بعض علاقوں بلکہ ملکوں میں نام تک کو بھی نہیں ہیں۔ ایسا ہونا خود اس کام کی اصلیت و بناوٹ کیلئے ایک زبردست اور بڑی دلیل ہے کیونکہ جو امور اسلامی و مذہبی ہیں وہ اہل اسلام میں عام ہیں خواہ عملی کمزوری یا غفلت پائی جاتی ہو۔ مگر اس کے علم وغیرہ سے قطعی ناواقفی نہیں ہوتی ایسے امور جو کہیں اور کسی علاقہ میں ہوں اور دوسری جگہ قطعی نہ ہوں بلکہ علم تک نہ ہو اس کا اصل ثبوت کا پتہ تک نہ ہو یقیناً ایسے ہی امور کو بدعت کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ بدعت، وہی امر کہلاتا ہے جس کا اسلام و شرع میں ثبوت و وجود نہ ہو اور لوگ اس میں ثواب وغیرہ جانیں۔

چنانچہ میں رجب کی ۲۲ تاریخ میں ہونے والی رسم "کونڈے" کو اسی زمرہ میں بچند وجوہ سمجھتا ہوں۔ میں اور میرے ہم محلہ باشندگان جامع مسجد جبلپور نے نہ کبھی اس رسم کا نام سنا اور نہ ہوتے دیکھا۔ پاکستان بن جانے کے بعد کراچی آنے پر جہاں ہر مقام کا باشندہ آباد ہے اس رسم کو دیکھا اور کافی ترقی پذیر پایا۔ طبیعت حیران ہوئی کہ اگر یہ رسم کچھ اصلیت رکھتی یا رکھتی ہے تو کسی علاقہ سے وابستگی اور کسی علاقہ میں بالکل نہیں، اس کا کیا مطلب ہے۔ اسلام اور مذہب سب کے لئے یکساں ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بزرگوں نے یہ غفلت برتی کہ اس کی اشاعت عام نہ کی اور دوسروں کو

ثواب اور فائدے سے محروم رہنے دیا۔ چنانچہ طبیعت میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کی اصلیت معلوم کی جائے اس سلسلہ میں اس رسم کے کرنے والے حضرات عوام و ذی علم سے تبادلۂ خیالات کا موقع ملا۔ جواب میں صرف خوش خیالی و تقلید کے کچھ نہ پایا بالآخر جوئندہ یابندہ ایک رسالہ بنام "نیا زمانہ امام جعفر صادقؓ" ملا۔ خوب شوق و غور سے پڑھا۔ جس میں یہ عبارت تحریر تھی۔

"ایک روز امام جعفر صادق اپنے محبّوں اور اصحابوں کو ہمراہ لے کر تشریف مبارک لئے جاتے تھے۔ آپ نے اپنے محبوں و اصحاب سے فرمایا کہ یہ مہینہ کونسا ہے؟ یاروں نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ رجب کا مہینہ ہے فرمایا آج کونسی تاریخ ہے پھر دوستوں نے عرض کی کہ یا امام آج بائیسویں تاریخ ہے تب حضرت امام علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کیسی ہی مشکل اور حاجت رکھتا ہو آج کے دن جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مقدور دیا ہووے وہ موافق مقدور کے پوریاں میدے کی پکا کر کھیر دو کونڈوں میں بھر کر ہمارے نام سے فاتحہ دے کر اللہ تعالیٰ کی درگاہ پاک میں جو کچھ اپنی حاجت اور مراد ہووے سو مانگے تو خدا تعالیٰ اسکی مشکل آسان کرے گا اور حاجت مراد اسکی بر لادیگا اور دعا اس کی مستجاب ہوگی اگر نہ ہوگی تو روزِ محشر میں میرا دامن اور اس کا ہاتھ ہوگا (مطبوعہ عباسی کتب خانہ جونا مارکیٹ کراچی)

یہ ایک ایسی عبارت ہے جو اسلامی تعلیم اور شرع محمدی سے موافقت نہیں کرتی اور نہ کوئی ایسا کہہ سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں امام جعفر صادقؓ کے جدِ امجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوا دیا۔

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا (پارہ ۲۹ سورہ جن رکوع ۱۲)

ترجمہ:۔ اے نبی ان لوگوں سے کہو کہ میں تمہارے لئے کسی قسم کا نقصان یا فائدہ پہونچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر صاحبزادی تک سے فرما دیا۔

اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا (مسلم شریف)

ترجمہ:۔ اے فاطمہ خدا کی گرفت وعذاب سے اپنے آپ کو بچاتی رہنا ورنہ میں خدا سے تم کو چھڑا اور بچا نہ سکوں گا۔

جب اہل بیت کے سردار یہ فرمائیں تو اہل بیت کے کسی فرد سے یہ توقع کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ قیامت کے روز بھی ذمہ دار بنیں اور خدا کے دربار میں دعا ضرور قبول کرائیں خود سرور کائنات صلعم نے فرمایا۔

وَاعْلَمُوْا اَنْ لَّا تُحْصُوْا اَعْمَالَكُمْ

ترجمہ:۔ عمل ضرور کرتے رہو مگر اپنے عمل کا شمار نہ کرو کہ یہ کچھ ہیں۔

پھر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ محض ۲۲ تاریخ کی پوریوں اور کھیر پر دعا کی قبولیت کا ذمہ کیسے لے سکتے ہیں۔ بیشک صدقہ خیر و برکات کا سبب ہے مگر صدقہ جس مال سے کیا جائے وہ بھی تو پاک اور کسب حلال سے ہو ورنہ خطرہ سے خالی نہیں چہ جائیکہ کھیر و پوری کا ہونا اتنا مقبول و در دست ہو کہ اس کے ذیل میں دعا ضرور قبول ہو ورنہ ایک بزرگ امام کو روزِ محشر میں ذلت کا سامنا ہو یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے قرآن کی تلاوت کے بعد تہجد کے وقت وغیرہ مواقع دعا کی قبولیت کے بتائے گئے ہیں مگر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں وقت دعا ضرور قبول ہوگی۔ بس انسان اور مسلمان کا کام ہے توکل خدا ایمان رکھے

ہوئے محمدی شریعت و طریقہ کے مطابق اپنے اعمال کرنا ضروری ہیں جس کے تحت قبولیت کی امید ہو سکتی ہے نہ کہ یقین۔ لہٰذا یہ خیال اور یہ قول کہ اگر قبول نہ ہو تو میں ذمہ دار، بلکہ داورِ محشر کے سامنے پکڑ کر ذلیل کر اور اس کے رو برو پیش کرنا ایسا کہنے کی جرأت کوئی متقی، امام، بزرگ مسلمان ہرگز نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جبکہ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (سورۂ بنی اسرائیل پارہ ۱۵)۔ ترجمہ یعنی کوئی کسی دوسرے کا بار بردار یا ذمہ دار نہیں بلکہ اپنے کئے کا پھل خود کے لئے کسی کا بوجھ کسی پر نہ ہو گا کسی کا مواخذہ کسی دوسرے سے نہ ہو گا۔

بہر حال عقلاً و شرعاً عبارتِ مذکورہ صحیح نہیں۔ اولاً تو بغیر حوالہ کے ہے صرف یہ لکھ دینا کہ راوی روایت کرتا ہے، محض مغالطہ دہی ہے جب ایک نیک کام اور بہت مبارک کام ہے تو راوی کا نام چھپانے میں کیا خوبی و مصلحت ہے اور پھر نہ تو اصل کتاب کا حوالہ ہے جس سے یہ رسالہ ترجمہ کیا گیا ہے اور نہ مصنف یا مؤلف کا نام لکھا ہے امام جعفر صادقؒ پہلی صدی میں پیدا ہوئے آخر اس وقت سے اگر یہ کھیر اور پوری کا سلسلہ جاری ہے تو اس سلسلہ میں بیشمار کتابیں مختلف ممالک میں مختلف زبانوں میں ہونی چاہئیں لیکن جب ایسا نہیں ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ من گھڑت قصہ ہے جسے ان لوگوں نے گھڑلیا ہے جن کی روزی ہی غیر اللہ کی نذر و نیاز کی آمدنی پر ہے اسی وجہ سے یہ لوگ بالکل جھوٹی روایات بیان کر کے لوگوں کو اپنے جال میں پھانس کر روپیہ کماتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پہلے ہی آگاہ فرما دیا کہ:۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ ع ۱۰)

ترجمہ: مسلمانو! یاد رکھو علماء اور مشائخ میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے انہیں روکتے ہیں۔

خدا کے سوا دوسروں کی نذر، نیاز، منت وغیرہ کرنا قطعی حرام ہے خواہ وہ نبی ہو، امام، غوث، قطب، ولی، شہید، پیر یا کوئی ہو۔ اگر کوئی یہ کہے یا سمجھے کہ نبی ولی وغیرہ کو بھی عالم میں تصرف کرنے کی قدرت از خود ہے یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے تو وہ شخص از روئے قرآن و حدیث مشرک ہو جائے گا۔ مشرک کی بخشش ہرگز نہ ہوگی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (پارہ ۷ مائدہ ع ۱۳)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو کسی کو شریک کرے گا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (پارہ ۵ سورۂ نساء ع ۱۳)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ شرک کو نہیں بخشتا اور شرک کے سوا جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ بھٹک کر سیدھے راستے سے بہت دور جا پڑا۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے اور کسی غیر کو جو تم کو نفع یا نقصان نہ پہونچا سکے پکارنا یعنی ان سے کوئی حاجت یا مراد مانگنا شرک ہے اور مشرک ہرگز نہ بخشا جائے گا۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ تو مانتے ہیں کہ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز بےشک حرام ہے اور اسکا کرنیوالا گنہگار ہے لیکن نذر و نیاز کا کھانا، شیرنی وغیرہ کھانا کوئی گناہ نہیں انکی آنکھیں کھولنے کے لئے اللہ کا یہ کلام کافی ہوگا۔ اگر وہ واقعی مسلمان ہے اور اسکے دل میں خوف خدا اور ایمان و قیامت کا ذرا بھی خیال ہوگا اور وہ اس کو سوچے گا تو لرزہ براندام ہو کر ندامت کے ساتھ سرنگوں ہوگا اور تائب ہو کر خدا سے مغفرت کی التجا کرے گا دکہ عوام میں غلط اور خیالی و خوش عقیدگی کے تحت پروپیگنڈا کرکے بدعت کا مرتکب ہوگا جس سے اپنے کئے پر مواخذہ اور سزا الگ بھگتے اور جتنے لوگ اس پر عمل و خوش عقیدگی سے برتاؤ کریں ان کا حصہ دار بھی ہو۔ خدا سب مسلمانوں کو اصل اسلام اور معتبر اسلام سمجھنے اور توحید و اتباعِ سنت پر زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ (پ ۶ سورہ مائدہ ع ۱۴)

ترجمہ: اور جو چیز اللہ کے سوا غیر کے نام پکاری جائے وہ قطعی حرام ہے غیر اللہ کی منت ماننا شرک ہے اور اس چیز کا کھانا حرام ہے (بہشتی زیور، مولانا اشرف علی تھانوی حنفی)

اگر اس مضمون پر قرآن مجید کی آیات اور احادیث کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائیگی کیونکہ اس رسالہ میں اتنی گنجائش نہیں ہے اس وجہ سے مختصر لکھا گیا ہے جو سچے مسلمان کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔

مسلمانو! اب کہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا فرمان کے مطابق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام نبیوں کے سردار ہیں کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہ تو خود رکھتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ نے انکو بخشی ہے تو پھر بھلا کسی اور نبی، امام، ولی یا پیر وغیرہ کی کیا طاقت ہے جو کسی کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کر سکے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ آخر ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں ہیں جبکہ

خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قدرت نہیں تو پھر ان کو کہاں سے مل گئی۔ اس رسالہ میں ان کا جو قول بیان کیا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ امام جعفر صادق رضؓ ایسا دعویٰ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہو۔

مسلمانو! اس رسم کے ایجاد کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل رسول کو رسول سے جدا کیا! ان کی دیکھا دیکھی اور غلط روایات سن کر اکثر مذہب سے ناواقف اور بد عقیدہ مسلمان بھی یہ رسم منانے لگے ہیں اور یہ بدعت دن بدن ترقی پر ہے۔ اگر مذکورہ بالا قصہ میں کچھ بھی حقیقت ہوتی تو یہ رسم دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی منائی جاتی خصوصاً مدینہ منورہ میں تو جہاں کا یہ قصہ بیان کیا جاتا ہے بہت دھوم دھام سے منائی جاتی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فقط ہندوستانی بدعتیوں کا من گھڑت ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان اور پاکستان سے باہر اسے کوئی جانتا بھی نہیں۔ لہٰذا میرے پیارے سنی بھائیو خدا کے لئے اس بدعت سے توبہ کر لو۔ نہ تو خود کرو اور نہ کسی دوسرے کے یہاں ایسی دعوت کھانے جاؤ جو اللہ کے سوا دوسروں کے نام کی نذر و نیاز کا کھانا ہو۔

مسلمانو! جبکہ تم ہر نماز میں إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۔ یعنی اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں کہتے ہو تو پھر تم خدا کے سوا دوسروں سے کیوں مرادیں مانگ کر مشرک بنتے ہو۔ لہٰذا جو کچھ مانگنا ہو خدا ہی سے مانگو وہی تمہاری مرادیں پوری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو شرک سے بچائے اور سیدھے راستے پر چلائے۔ آمین۔

نوٹ:- جو حضرت یہ رسالہ کو چھپوائیں براہ کرم مجھے بھی ایک کاپی بھیج دیں تو میں شکر گزار ہوں گا۔

علی احمد خادم اہل سنت۔ جلیوری معرفت ڈاکٹر احسان الٰہی علوی صاحب۔ ڈینٹل سرجن
آرام باغ روڈ۔ کراچی نمبر ۱

(آرٹی پریس نشتر روڈ کراچی)